بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الْحَمْدُ لِلهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلاَةُ وَالسَّلاَمُ عَلَى خَاتَمِ الأَنْبِيَاءِ وَالمُرْسَلِين نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِين ، أَمَّا بَعْدُ:

018:سورۃالکھف کی مختصر تفسیر (آیات:47-59)

سورۃالکھف کی مختصر تفسیر کادرس جاری ہے اور پچھلے درس میں جہاں پر رُکے تھے وہیں سے درس کا آغاز کرتے ہیں،

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

﴿اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ﴿٤٦﴾﴾ (الکھف:46)۔

یہ آیت ہم پڑھ چکے تھے پچھلے درس میں اور یہاں پر رُکے تھے اور اس آیت کریمہ میں دو چیزیں ہیں:

(١)ایک تو﴿اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ﴾:مال اور نرینہ اولاد (بیٹے جو ہیں) یہ ہے دنیا کی زیب وزینت۔

(٢)اور دوسری بات ہے ﴿الْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ﴾: باقی رہنے والی نیکیاں (صالحات)،اور یہ تمام اقوال اور افعال ہیں جو سنت کے مطابق ہیں جن سے اللہ تعالیٰ راضی ہو جاتا ہے عمومی طور پر اور خصوصی طور پر جیسا کہ بعض احادیث میں آیا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا جو خاص ذکر ہے:"سُبْحَانَ اللهِ، وَالْحَمْدُ لِلهِ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَاللهُ أَكْبَرُ":اس کو باقیات الصالحات بھی کہا گیا ہے۔

اب دیکھیں لوگ بھی جیسے پہلے گزر چکا ہے کہ:

(١)قریش جن کے زمانے میں یہ آیتیں نازل ہو رہی ہیں اُن کا ظلم وستم صحابہ پر ایک طرف۔

(٢)اور دوسری طرف پھر اصحاب الکھف کے قصے میں جو بادشاہ تھا ظالم کافر اور اس کے جو حواری تھے وہ۔

(٣)اور پھر باغ والے شخص کا قصہ جس کو اللہ تعالیٰ نے دو باغوں سے نوازا ہے اور بہت زیادہ پھل تھے اور عمدہ پھل تھے اُس میں نہریں بھی جاری کر دی تھیں اور اُس کے پاس بہت مال ومتاع بھی تھا تو ایک طرف تو یہ ہے۔

(٤)دوسری طرف جو اصحاب الکھف کے جوان ہیں اور صحابہ کرام جن پر ظلم کیا جا رہا تھا اور اُس باغ والے شخص کا ساتھی جو اہل ایمان میں سے تھا اور خیر پر تھا۔

اب ایک گروہ نے تو دنیا کو لے لیا ہے اور دوسرے گروہ نے آخرت کو مقدم کیا ہے تو اس پیغام میں کیا ہے اور پھر یہ بھی بتایا گیا ہے اس آیت سے پہلے کہ دنیا کی زندگی ہے کیا؟

آسمان سے پانی برسا ہے زمین پر وہ پانی آیا ہے، اس سے پودے بنے ہیں اور وہ پودے آہستہ آہستہ جو ہیں وہ خشک ہوتے گئے اور پھر ان کا خاتمہ ہو گیا اور ہوا کے ساتھ وہ گویا کہ اُڑ گئے ہیں یہ دنیا کی زندگی کی حقیقت ہے!

تو جس نے مال جتنا کمایا ہے کما لیا، اولاد جتنی بنائی اُس نے بنالی، باغات جتنے بنائے بنالیے آخر میں دنیا کے ساتھ وہ بھی فانی ہو گئے! (فنا ہو گیا نا؟!) لیکن جس نے اللہ تعالیٰ کا راستہ اختیار کیا ہے آخرت کو مقدم کیا ہے اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہا ہے اور نیک اعمال کرتا رہا ہے ﴿الْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ﴾: وہ دنیا میں بھی عزت کی زندگی جی رہے تھے اگرچہ تکلیفیں تھیں محتاج تھے بہت ساری مصیبتیں تھیں لیکن عزت والی زندگی تھی اور سکون والی زندگی تھی (سبحان اللہ)، اور آخرت میں باقیات الصالحات بھی ہیں وہ نیکیاں جو اُن کی منتظر ہیں اور اُن کے نامہ اعمال میں موجود ہیں۔

اب پھر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان اگلی آیت میں دیکھیں کہ اب دونوں کا انجام کیا ہونے والا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْاَرْضَ بَارِزَةً ۙ وَّحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا ۝﴾ (الکھف:47)

﴿وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ﴾: اور جس دن ہم پہاڑوں کو چلائیں گے (یہ پہاڑ مضبوط پہاڑ یہ چلیں گے اپنی جگہ پر باقی نہیں رہیں گے یہ کون سا دن ہے؟ ﴿وَيَوْمَ﴾ قیامت کا دن)۔

اب قیامت کا دن آنے والا ہے جس کے لیے ہم نے اب اس دنیا میں تیاری کرنی ہے اور دو قسم کے لوگ موجود ہیں دنیا میں ایک دنیا والے ہیں اور ایک دین والے اور آخرت والے ہیں آپ نے یہ متعین کرنا ہے کہ آپ اس وقت کس گروہ میں شامل ہیں کیونکہ حساب تو آنا ہے قیامت کا دن بھی لازمی آنا ہے دنیا نے فنا ہونا ہے یہ یقین ہے حقیقت ہے، جس دن پہاڑوں کو ہم چلائیں گے اپنی جگہ سے ہلا کر ختم کر دیں گے۔

﴿وَتَرَى الْاَرْضَ بَارِزَةً﴾: اور تو دیکھے گا اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اور ہر وہ شخص جو دیکھنے والا ہے ﴿الْاَرْضَ بَارِزَةً﴾: کہ زمین جو ہے وہ کھلی اور صاف میدان ہے۔

﴿وَّحَشَرْنٰهُمْ﴾: اور ہم نے ان سب کو جمع کیا ہے (اور یہ میدان محشر میں جب حشر ہو گا)۔

﴿فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا ۝﴾: اور ہم اِن میں سے کسی کو نہیں چھوڑیں گے۔

تمام کی تمام مخلوقات میدان محشر میں جمع ہوں گی جن وانس سارے کے سارے جانور ہیں درند ہیں پرند ہیں سارے کے سارے اور خصوصی توجہ کس کے لیے ہے؟ مکلفین کے لیے۔

مکلف کون ہے ؟"انسان اور جن " اور اس میں ہم بھی شامل ہیں،اس میں ہر وہ شخص شامل ہے جو یہ پیغام سن رہا ہے اور ہر وہ شخص شامل ہے جس نے اس پیغام کو سنا بھی نہیں ہے جب وہ انسان ہے اور جِنات میں سے ہے اور مکلف ہے تو وہ بچے گا نہیں اس کا بھی حشر کیا جائے گا: ﴿فَلَمۡ نُغَادِرۡ مِنۡهُمۡ اَحَدًا﴾۔

پھر کیا ہو گا؟ ﴿وَعُرِضُوۡا عَلٰى رَبِّكَ صَفًّا﴾ (الکھف:48)

(اور پیش کیا جائے گا تمہارے ربّ کے سامنے صف کی صورت میں (صف بندیاں ہوں گی))

حشر کیسے ہو گا؟صف بندیاں ہوں گی، جیسے نماز میں صفیں ہوتی ہیں ناں اب وہاں پر بھی صفیں ہوں گی۔

﴿لَقَدۡ جِئۡتُمُوۡنَا كَمَا خَلَقۡنٰكُمۡ اَوَّلَ مَرَّةٍ﴾: یقیناً تم لوگ آئے (یعنی ہمارے سامنے) جیسا کہ ہم نے تم کو پہلی مرتبہ پیدا کیا ہے۔

پہلی مرتبہ ہم کیسے پیدا ہوئے تھے؟" حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا ": ننگے پاؤں، برہنہ بدن،اور جسم کے مکمل حصوں کے ساتھ (ہمارا حشر کیسے ہو گا؟ ایسے ہو گا اور ربّ کے سامنے پیش کیا جائے گا)۔

دیکھیں غور کریں:

﴿وَعُرِضُوۡا عَلٰى رَبِّكَ صَفًّا﴾: ایک تو کسی کو چھوڑے گا نہیں کوئی بچے گا نہیں سارے کے سارے ہوں گے امیر ہے غریب ہے مرد ہے عورت ہے چھوٹا ہے بڑا ہے سارے کے سارے کھڑے ہیں کس کے سامنے کھڑے ہیں؟

ربّ تو اُن کا بھی ہے ربّ تو ہمارا بھی ہے ربّ تو سب کا ہے لیکن ﴿ رَبِّكَ ﴾ کیوں ہے؟ اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! تیرے ربّ کے سامنے؛ کیونکہ مخالفین کس کی مخالفت کر رہے ہیں؟ جو جھٹلانا نہیں تھا اُس کو جھٹلا رہے ہیں،"اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیرے ربّ کے سامنے"۔

ابو جہل ابو لہب یہ سارے کے سارے وہاں پر کھڑے ہوں گے اس لیے ابھی وقت ہے سنبھلنے کا توبہ کرنے کا ورنہ اُس دن پھر کیا کریں گے جب یہ لوگ برہنہ بدن اور بغیر جوتوں کے ربّ کے سامنے کھڑے ہوں گے ؟!

﴿بَلۡ زَعَمۡتُمۡ اَلَّنۡ نَّجۡعَلَ لَكُمۡ مَّوۡعِدًا ۝٤٨﴾: بلکہ تم لوگوں نے تو یہ گمان کیا تھا کہ ہم تمہیں کوئی خاص میعاد نہ دیں گے۔

یعنی اس کا تو تم لوگ انکار کرتے تھے دنیا میں نا کہ مقرر وقت تو ہو گا نہیں نہ تم دوبارہ زندہ ہو گے مرنے کے بعد ہم فنا ہو جائیں گے؛ نہیں! وقت تو تھا نا تمہیں بتایا تو گیا تھا کہ قیامت آئے گی اور وقت مقرر ہو گا۔

یہ میعاد جس کا ذکر کیا ہے جو میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذکر کر رہے ہیں کہ قیامت آئے گی تمہیں تو چاہیے تھا کہ تم ہوش کے ناخن لیتے اور حق کی اتباع کر لیتے اور اپنے گناہوں سے شرک اور کفر سے توبہ کر لیتے لیکن تم لوگوں نے ایسا نہ کیا اب وقت آیا ہے حساب دینے کا۔

پھر حساب کیسے ہوگا؟

﴿وَوُضِعَ الْكِتٰبُ﴾ (الکھف:49) (اور رکھ دیا جائے گا نامۂ اعمال)

جو ہم کہہ رہے ہیں جو ہم کر رہے ہیں تمام کی تمام چیزیں درج ہو رہی ہیں ہمارے نامۂ اعمال میں اور ایک دن آئے گا کہ اس نامۂ اعمال کو رکھ دیا جائے گا: ﴿وَوُضِعَ الْكِتٰبُ﴾ اور رکھ دیا جائے گا نامۂ اعمال۔

﴿فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ﴾: تو دیکھے گا اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجرموں کو ڈر کی حالت میں۔

ڈرے ہوئے ہوں گے کس چیز سے؟ ﴿مِمَّا فِيْهِ﴾: جو کچھ اس کتاب میں ہے۔

﴿وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ﴾: اور وہ کہیں گے کہ ہائے ہماری شامت یا ہماری خرابی ﴿مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ﴾ اس کتاب کو کیا ہو گیا ہے؟!

﴿لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰهَا﴾: یہ نہیں چھوڑتی ہے کتاب، اس نے کسی چیز کو چھوڑا نہیں ہے نہ چھوٹی چیز کو چھوڑا ہے اور نہ ہی بڑی کو اِلّا یہ کہ اس کتاب نے اسے گھیر لیا ہے (درج ہے اس کتاب میں)۔

جانتے ہیں چھوٹی اور بڑی کا کیا مطلب ہے؟ آپ نے کسی کا مذاق اڑایا ہے نا پہلے آپ مسکرائے پھر ہنسے ہیں تو مسکرانا الگ لکھا گیا ہے ہنسنا الگ لکھا گیا ہے جو تم نے بولا ہے وہ الگ لکھا گیا ہے اور سب کا جواب الگ الگ دینا ہے، صغیرہ پہلے لکھ دیا گیا ہے اور جو کبیرہ ہے وہ بعد میں لکھا گیا ہے:

﴿مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰهَا﴾۔

﴿وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا﴾: اور وہ پالیں گے جو کچھ انہوں نے کیا ہے، اپنے اعمال سارے کے سارے پالیں گے اپنی آنکھوں سے دیکھ کر (﴿حَاضِرًا﴾ اپنے سامنے)۔

﴿وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ۝٤٩﴾: اور تمہارا ربّ کسی پر ظلم نہیں کرتا (اور نہ ہی کبھی ظلم کرے گا)۔

جو بھی حساب ہوگا وہ ہمارے اپنے قول و فعل کی بنیاد پر ہوگا: "إِنْ خيرًا فَخيرٌ، وإِنْ شَرًّا فَشَرٌّ"۔

آج جو ہم کہہ رہے ہیں جو ہم کر رہے ہیں اور آگے بھیج رہے ہیں یا تو باقیات الصالحات میں سے ہے جس کا یقیناً اُجر ملنے والا ہے اور خیر ہی خیر ہے، یا تو اس کے علاوہ جو ہے کہ وقت ضائع کیا ہے اور فضول باتیں ہیں غیبت ہے چغل خوری ہے بدعات ہیں خرافات ہیں شرکیہ الفاظ ہیں ربّ کی نافرمانی ہے، اِن تمام چیزوں کو حساب دینا ہے۔

اور اپنے سامنے دیکھیں گے یعنی کوئی چیز چھپی نہیں ہو گی: ﴿وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا﴾: وہ پائیں گے جو کچھ انہوں نے کیا ہے یعنی دنیا میں ﴿حَاضِرًا﴾ اپنے سامنے پائیں گے کوئی چیز مخفی نہیں ہو گی چھپی نہیں ہو گی حاضر ہو گی سامنے۔

اور یقینی بات ہے: ﴿وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا﴾: جس کو وہاں پر کوئی سزا ملی تو وہ خود اس کا ذمہ دار ہے ربّ کسی پر ظلم نہیں کرتا۔

کیا اللہ تعالیٰ نے کتابیں نازل نہیں کیں سمجھانے کے لیے؟!

اور یہ سارے پیغامات جو اُس وقت حساب دینا پڑے گا اُن کو اور ہم سب کو کیا یہ پیغام واضح نہیں ہے اللہ تعالیٰ کی کتابوں میں؟!

کیا اللہ تعالیٰ نے رسول نہیں بھیجے؟

کیا سننے والے کو سننے کی طاقت نہیں دی سمجھنے کی طاقت نہیں دی دیکھنے کی طاقت نہیں دی؟!

یہ تمام چیزیں موجود تھیں کہ نہیں؟! تو جس نے انکار کیا اس نے خود انکار کیا ہے اور وہ جوابدہ ہے اور ذمہ دار ہے اپنے ہر قول و فعل کا اس لیے اگر اس کو سزا مل گئی ہے تو وہ خود ذمہ دار ہے نا کہ ربّ اس پر ظلم کرنے والا ہے کبھی۔

تو اصل بات کیا ہے گناہ انسان جب کرتا ہے تو اس کی ابتداء کہاں سے ہوئی ہے؟ گناہ کرنے والا شخص ہوتا کون ہے اور کیسا ہے اور کس کی پیروی کر رہا ہوتا ہے؟ دیکھیں اگلا پیغام دیکھیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ﴾ (الکھف:50)

اور جب ہم نے کہا فرشتوں سے یعنی حکم دیا فرشتوں کو ﴿اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ﴾ آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو سجدہ کرو۔

﴿فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ﴾: تو تمام فرشتوں نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے۔

﴿كَانَ مِنَ الْجِنِّ﴾: جو جنوں میں سے تھا۔

﴿فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ﴾: اپنے ربّ کے حکم سے باہر نکل گیا۔

دیکھیں لفظ ﴿فَسَقَ﴾ بڑے کمال کا لفظ ہے! عصیٰ لفظ ہو سکتا تھا کہ نہیں؟ "عصیٰ" انکار کیا نافرمانی کی ہے: تو ربّ کے حکم کی نافرمانی ہوتی ہے لیکن یہاں پر ﴿فَسَقَ﴾۔

﴿فَسَقَ﴾ کا لفظ جو ہے یہ "فسقت الثمرۃ": جب فروٹ اوور رائپ (Fruit overripe) ہو جاتا ہے نا تو پھٹ جاتا ہے اب وہ واپس نہیں آسکتا اسے کہتے ہیں ناکارہ پھل دیکھا ہے؟ خراب ہو گیا ہے؛ جب انسان نافرمانی کرتا ہے ایک ایسا وقت آتا ہے کہ واپسی کا راستہ بند کر دیتا ہے اپنے اوپر۔

تو ابلیس نے کیا کیا؟ ﴿فَفَسَقَ عَنۡ اَمۡرِ رَبِّهٖ﴾: ایسا نکلا کہ واپسی کا راستہ اس نے اپنے اوپر بند کر دیا بات ہی ختم ہو گئی!

اللہ تعالیٰ نے حکم دیا فرشتوں کو کہ سجدہ کرو آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو اور یہ تعظیمی سجدہ ہے اور سابقہ اُمتوں میں یہ جائز تھا، اور ہماری امت میں اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمادیا ہے جائز نہیں ہے، تو ابلیس بھی فرشتوں کے ساتھ تھا تمام فرشتوں نے سجدہ کر دیا ربّ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ابلیس نے انکار کیا اور یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ تُو نے مجھے پیدا کیا ہے آگ سے اور آدم کو پیدا کیا ہے مٹی سے میں آدم سے بہتر ہوں میں کیسے سجدہ کروں میں تو سجدہ نہیں کر سکتا! اُس نے یہ نہیں کہا کہ میں نے اپنے آپ کو خود پیدا کیا ہے، وہ خود اقرار کرتا ہے کہ اے میرے ربّ! تُو نے مجھے پیدا کیا ہے آگ سے۔

تو اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے جس چیز سے پیدا کرے تو پھر تکبر کس چیز کا ہے؟! یا تو خود پیدا کرنے والے ہوتے نا تو پھر کہتے کہ نہیں میں ہوں ہی اور میری مرضی چلتی ہے میں نے خود اپنے آپ کو پیدا کیا ہے: رَبِّی﴿خَلَقۡتَنِیۡ مِنۡ نَّارٍ﴾ (الاعراف:12): اے میرے ربّ تُو نے مجھے پیدا کیا ہے آگ سے۔

تو پھر لڑائی کس چیز کی ہے تکبر گھمنڈ کس چیز کا ہے؟! مخلوق ہو حقیر ہو فقیر ہو محتاج ہو اپنے ربّ کے اپنے وجود کے لیے تم محتاج ہو تو تکبر کس چیز کا ہے پھر؟! (سبحان اللہ)۔

تو سب سے پہلا جو گناہ ہوا ہے نا وہ تکبر کا ہوا ہے اور حسد کا اور یہ ایسا گناہ ہے جو تباہ کر کے رہتا ہے اِلَّا یہ کہ اُس سے کوئی شخص توبہ کر لے، جو اس گناہ سے اور تکبر سے حسد سے توبہ نہیں کرتا وہ اپنے آپ کو جلاتا رہتا ہے، متکبر کبھی خوش نہیں ہوتا اور نہ ہی حاسد (حسد کرنے والا)، یہ دو گناہ ہیں جو انسان کو تباہ و برباد کر دیتے ہیں!

الغرض:

﴿فَفَسَقَ عَنۡ اَمۡرِ رَبِّهٖ﴾ (خارج ہو گیا اپنے ربّ کے حکم سے)

﴿اَفَتَتَّخِذُوۡنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗۤ اَوۡلِيَآءَ﴾ (تو کیا تم بناؤ گے اسے اور اس کی ذرّیت کو اپنا دوست؟)

﴿مِنۡ دُوۡنِیۡ﴾ (میرے سوا)۔

کیا اس قابل ہے ابلیس اور ابلیس کی آل اولاد اور ذرّیت کہ اسے دوست بنایا جائے؟!

جو ربّ کا اتنا بڑا نافرمان ہے: ﴿ فَفَسَقَ عَنۡ اَمۡرِ رَبِّهٖ ﴾: ربّ کے حکم سے خارج ہو چکا ہے اور خارج رہے گا ہمیشہ کے لیے اس ابلیس اور اس کے چیلوں کے اس کی ذرّیت کے تم دوست بنو گے اور مجھے چھوڑ دو گے ؟! میرے انبیاء (علیہم الصلاۃ والسلام) کے راستے کو چھوڑ دو گے ؟! حق کو چھوڑ دو گے ؟!

﴿وَهُمۡ لَكُمۡ عَدُوٌّ ﴾ (جبکہ یہ تمہارے دشمن ہیں (ابلیس اور ابلیس کی ذرّیت تمہاری دشمن ہے اس کے باوجود بھی تم اپنا دوست بناتے ہو ان کو!))

﴿بِئۡسَ لِلظّٰلِمِيۡنَ بَدَلًا ۝٥٠﴾ (بہت ہی بُرا بدلا ہے ظالموں کے لیے)۔

کیا بدلا لیا ہے؟ ہونا کیا چاہیے تھا؟

اللہ تعالیٰ سے دوستی رکھتے، اللہ تعالیٰ کے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام سے دوستی رکھتے، اپنے ربّ کے فرامین پر عمل کرنے والے ہوتے احکام کی تعمیل کرنے والے ہوتے، توحید اور سنت پر قائم رہتے اور حق منہج کو اپناتے اور اُس پر قائم رہتے "الایمان والإستقامة" اس پر قائم رہتے ہونا تو یہ چاہیے تھا نا! دنیا میں ایسے لوگ ہیں الحمد للہ لیکن دوسری طرف وہ بھی تو ہیں جو نافرمان ہیں جو کثرت سے موجود ہیں جو بے ایمان ہیں جو بے علم ہیں جو ناشکرے ہیں جو کافر ہیں جو نافرمان ہیں جو فاسق ہیں جو فاجر ہیں یہ بھی تو موجود ہیں نا! لیکن یہ دیکھیں کہ پیروی کس کی کر رہے ہیں؟ ابلیس کی اور ابلیس کی آل اولاد کی۔

شیاطین الانس اور شیاطین الجن دو قسم کے شیطان ہیں اور یہ دونوں پیروی کرنے والے ہیں ابلیس کی اور ابلیس کی آل اولاد کی، اور دنیا میں ایسے لوگ ہیں جو خیر کے بدلے شر کو لیتے ہیں اور اس کو پسند کر لیتے ہیں اور خوش رہتے ہیں!

کتنے ایسے لوگ ہیں جو چند پیسے حاصل کرنے کے لیے اپنا ایمان بیچ دیتے ہیں ربّ کی نافرمانی کرتے ہیں! اس لیے جب بدلے کی بات آئے نا خیر کی اور شر کی تو شر سے بچنے کے لیے خیر کو اپنایا جاتا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿مَاۤ اَشۡهَدۡتُّهُمۡ خَلۡقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَلَا خَلۡقَ اَنۡفُسِهِمۡ ۖ وَمَا كُنۡتُ مُتَّخِذَ الۡمُضِلِّيۡنَ عَضُدًا ۝٥١﴾ (الکھف:51)

﴿مَاۤ اَشۡهَدۡتُّهُمۡ﴾: میں نے اِن کو گواہ نہیں کیا اور نہ ہی یہ حاضر تھے۔

﴿خَلۡقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ﴾: آسمانوں اور زمین کی تخلیق کے وقت۔

جب میں نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تو یہ تو موجود نہیں تھے، جن کو تم میرے ساتھ شریک ٹھہرا رہے ہو جن کی تم اتباع کر رہے ہو اور ابلیس اور اس کی ذرّیت کو دوست بنا کر اُن کی پیروی کر رہے ہو یہ سارے کے سارے آسمانوں اور زمین کی تخلیق کے وقت موجود نہیں تھے، نہ حاضر تھے اور نہ ہی گواہ تھے۔

﴿وَلَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ﴾: بلکہ جب اِن کو پیدا کیا اُس وقت بھی یہ نہ حاضر تھے نہ گواہ تھے۔

اُن کو پیدا کس نے کیا ہے؟ ابلیس کو کس نے پیدا کیا ہے؟ اُس کی آل اولاد ذرّیت کو کس نے پیدا کیا ہے؟ اور اس کی پیروی کرنے والوں کو کس نے پیدا کیا ہے؟ (سبحان اللہ)؛ ﴿وَلَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ﴾۔

﴿وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا ۝٥١﴾: اور میں ہرگز یا کبھی بھی نہیں اُن کو اپنا دست و بازو بناتا جو دوسروں کو گمراہ کرنے والے ہیں۔

یعنی کہاں کی عقل ہے کہ اگر میں کسی کو اپنا بازو بناتا یا مجھے کسی کی طاقت کی ضرورت ہوتی یا مدد کی ضرورت ہوتی تو گمراہوں کو جو ابلیس اور اس کے جو چیلے ہیں جو اس کے ہم نوالے ہم پیالے ہیں کیا اُن کو میں بناتا کبھی؟! تمہاری عقلیں کہاں گئی ہیں تم سمجھتے کیوں نہیں ہو؟! کیسے ممکن ہے جو تمہارا دشمن ہے تمہارے دین کا دشمن ہے میں اسے دوست بناتا یا اس کو آگے کر کے اس کا حکم دیتا کہ اس کی پیروی کی جائے؟!

ہرگز نہیں! یہ تمام چیزیں یہ تمام مخلوقات یہ جن جن کو تم پکارتے ہو یا تم شریک بناتے ہو یا شیطان کے راستے پر تم چلنے والے نافرمانوں کے راستے پر چلنے والے ہو یا اُن کی پیروی کرتے ہو جو اس راستے پر چلنے والے ہیں یہ نہ تو گواہ تھے جب ہم نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا، نہ اپنی خلق کے وقت یہ گواہ تھے یا موجود تھے اور نہ ہی میں کبھی ان کو اپنا ساتھی بنانے والا تھا، یہ ناممکن ہے!

تو پھر یعنی بات یہ ہے کہ کس کے کہنے پر تم لوگوں نے ان کو شریک ٹھہرایا اور شیطان کے راستے کو مقدم کیا ہے؟

کسی نے تو کہا ہوگا نا؟! میرے انبیاء اور رسول (علیہم الصلاۃ والسلام) اور اُن کی تعلیمات موجود اور محفوظ ہیں تو کہاں سے تم لوگوں نے اُن کی پیروی کی ہے؟!

پھر اُس دن ایک اور بھی بہت بڑا اعلان ہوگا:

﴿وَيَوْمَ يَقُوْلُ﴾ (اور جس دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا)

﴿نَادُوْا شُرَكَآءِيَ﴾ (بلاؤ میرے شریکوں کو جن کو تم لوگوں نے شریک ٹھہرایا ہے) ﴿الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ﴾ (جن کا تم نے دعویٰ کیا ہے کہ یہ میرے شریک ہیں)

﴿فَدَعَوۡهُمۡ فَلَمۡ يَسۡتَجِيۡبُوۡا لَهُمۡ﴾ (پس اُن لوگوں نے اُن کو پکارا ہے بلایا ہے ﴿فَلَمۡ يَسۡتَجِيۡبُوۡا لَهُمۡ﴾ لیکن وہ جواب نہ دیں گے)(الکھف:52)۔

جن کو شریک ٹھہرائے جا رہے ہیں نا دنیا میں اس وقت اور ربّ کے ساتھ اُن کے لیے عبادات صرف کی جا رہی ہیں چاہے نماز ہے روزہ ہے زکوٰۃ ہے یا دعا ہے یا قربانی نذر و نیاز جو کچھ بھی ہے تو اعلان یہ ہو گا کہ ان کو اب بلاؤ تا کہ تمہاری مدد تو کریں نا! دنیا میں پکارتے تھے معبود بناتے تھے اُن کے عبادات تم لوگوں نے صرف کی ہیں، میرا شریک میرے برابر کیا تھا دنیا میں نا اب بلاؤ اُن کو کہ تمہاری مدد کریں؛ جواب آئے گا کوئی؟ کون جرأت کرتا ہے!

﴿فَلَمۡ يَسۡتَجِيۡبُوۡا لَهُمۡ﴾ (کوئی جواب نہ دے گا)

﴿وَجَعَلۡنَا بَيۡنَهُمۡ مَّوۡبِقًا ﴿٥٢﴾﴾ (اور ان دونوں کے درمیان ہم ہلاکت کی جگہ بنا دیں گے اور یہ سارے کے سارے ہلاک ہو جائیں گے)۔

بچے گا کون؟ جس کی عبادت کی جبکہ اُس نے اُس کا حکم نہ دیا ہو اور نہ وہ عبادت سے راضی ہو۔

اب عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام ہیں اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی ہیں اولوالعزم میں سے ہیں (علیہ الصلاۃ والسلام) پکارا گیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرایا گیا کیا حکم دیا تھا؟ کیا راضی ہیں اس عبادت سے؟ ہر گز نہیں! اس لیے وہ تو اِس میں شامل نہیں ہیں۔

لیکن جس نے بھی کسی کو حکم دیا ہے اور اس میں ہر وہ شخص شامل ہے جو اس وقت اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو بھی شریک ٹھہرا رہا ہے یا دوسروں کو اُس کی طرف بلا کر گمراہ کر رہا ہے یہ سب اُس میں شامل ہیں۔

مزارات پر دیکھیں کیا ہو رہا ہے عرس اور میلوں میں کیا ہو رہا ہے، یعنی آپ طواف دیکھ لیں میں نے لوگوں کو دیکھا ہے قبلے کی طرف نہیں قبر کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھتے ہوئے! اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے قبلے کی طرف پیٹھ کر کے اور قبر کی طرف سجدہ کر کے نماز پڑھتے ہوئے!

منّتیں مانی جاتی ہیں، مجاوری کی جاتی ہے اعتکاف کیا جاتا ہے ان مزارات پر ان قبروں پر یہ عبادات نہیں ہیں کیا؟!

صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور یہ اس حق کو اس مخلوق کے لیے صرف کر رہے ہیں تو قیامت کے دن جب بلایا جائے گا کہ پکارو بلاؤ اُن کو جن کی عبادت کرتے تھے میرا شریک ٹھہراتے تھے، کوئی نہیں آئے گا کوئی یار و مددگار نہیں ہے اُس دن اللہ تعالیٰ کے سوا۔

اُس دن دیکھیں میدان محشر میں جب پُل صراط سے گزر کر جانا پڑے گا انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کیا فرمائیں گے پتہ ہے؟!

"اَللّٰهُمَّ سَلِّمۡ سَلِّمۡ": سلامتی کی دعا کریں گے کہ اے اللہ تعالیٰ! آج بچ جائیں۔

اور میدان محشر میں کوئی سامنے نہیں آئے گا جس کی عبادت کی گئی ہے کیونکہ وہ دن حساب کا دن ہے۔

اور ایک حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بہت غصہ ہو گا اُس دن ایسا غصہ کبھی نہیں کیا اللہ تعالیٰ نے جو اُس دن غصہ اِن شرک کرنے والوں پر ہو گا اور کفر کرنے والوں پر ہو گا!

﴿وَجَعَلۡنَا بَيۡنَهُمۡ مَّوۡبِقًا﴾: موبق کہتے ہیں ہلاکت کی جگہ کو تو دونوں کے بیچ میں ہو گا اور وہ سارے کے سارے ہلاک ہو جائیں گے۔

﴿وَرَاَ الۡمُجۡرِمُوۡنَ النَّارَ﴾ (الکھف:53): بڑا خوفناک منظر ہے! اور دیکھیں گے مجرم آگ کو، اپنے سامنے کھولتی ہوئی جہنم کو دیکھیں گے (مجرم جُرم کرنے والے جُرم کیا ہے؟ شرک بدعات خرافات ربّ کی نافرمانی یہ تمام اس لفظ میں شامل ہے))۔

﴿فَظَنُّوۡۤا اَنَّهُمۡ مُّوَاقِعُوۡهَا﴾: تمہیں یقین ہو جائے گا کہ اب وہ اس آگ میں داخل ہو جائیں گے۔

﴿وَلَمۡ يَجِدُوۡا عَنۡهَا مَصۡرِفًا ۝٥٣﴾: اور یہ بھی یقین ہے کہ آج کوئی بھی اُن کو اس آگ سے بچا نہیں سکتا)۔

کوئی اور راستہ نہیں ہے بچنے کا اُن کو یقین ہو جائے گا۔

﴿وَلَقَدۡ صَرَّفۡنَا فِىۡ هٰذَا الۡقُرۡاٰنِ لِلنَّاسِ مِنۡ كُلِّ مَثَلٍ﴾ (الکھف:54): جبکہ بچنے کا راستہ تو ہے نا، راستہ تو تھا دنیا میں، آج یہ قرآن ہم پڑھ رہے ہیں راستہ بچنے کا ہے کہ نہیں؟ سنیں ذرا:

﴿وَلَقَدۡ صَرَّفۡنَا فِىۡ هٰذَا الۡقُرۡاٰنِ﴾: اور ہم نے مختلف طریقے سے پھیر پھیر کر مختلف انداز سے اس قرآن مجید میں بیان کیا ہے لوگوں کے لیے، کھول کھول کر مسائل رکھے ہیں اور بیان کیے ہیں۔

﴿صَرَّفۡنَا﴾: کا لفظ جو ہے یعنی مختلف انداز سے مختلف طریقوں سے پھیر پھیر کر باتوں کو بیان کرنا، یعنی ایک ہی موضوع ہے ایک ہی بات ہے لیکن مختلف انداز سے اس کو ہم نے سمجھایا ہے:

﴿وَلَقَدۡ صَرَّفۡنَا فِىۡ هٰذَا الۡقُرۡاٰنِ لِلنَّاسِ مِنۡ كُلِّ مَثَلٍ﴾: ہر مثال ہر اعتبار سے مختلف طریقوں سے ہم نے سمجھایا ہے۔

﴿وَكَانَ الۡاِنۡسَانُ اَكۡثَرَ شَىۡءٍ جَدَلًا ۝٥٤﴾: اور انسان ہی سب سے زیادہ چیزوں میں سے جھگڑالو ہے۔

تمام مخلوقات میں سب سے زیادہ جھگڑالو کون ہے؟ سُن لے اے انسان! اللہ تعالیٰ نے اپنی کتابیں تیرے لیے نازل کی ہیں، اپنے رسول تیرے لیے بھیجے ہیں اور قرآن مجید جو سب سے عظیم کتاب ہے اس کتاب میں ہر چیز کا بیان ہے اور مختلف مثالیں دے کر بہترین اور آسان ترین طریقے سے مسائل کو سمجھایا گیا ہے لیکن انسان جھگڑا کرتا رہا جھگڑالو ہے نا! چاہیے تو یہ تھا کہ سمجھ لیتا مسئلے کو لیکن نہ سمجھا ہے اور نہ سمجھنے کی کوشش کی ہے نہیں سمجھنا چاہتا تو کیا سمجھائیں گے آپ؟!

آج کتنے لوگ ہیں ہم کہتے ہیں کہ یہ توحید کا راستہ ہے یہ سنت کا رستہ ہے اسے اپنا لو بچ جاؤ گے، یہ منہج السلف ہے اگر توحید اور سنت پر قائم رہنا چاہتے ہو آسانی کے ساتھ قائم رہنا چاہتے ہو تو یہ سلف کا منہج ہے صحابہ اور سلف کی سمجھ کے مطابق قرآن اور سنت کو سمجھو فلاح پاؤ گے یہ صراط مستقیم ہے، کہتے ہیں کہ نہیں! ہمارے بھی تو اپنے امام ہیں ہمارا بھی تو اپنا طریقہ ہے، ہماری بھی عقلیں ہیں کیا ہم سب کو چھوڑ دیں؟! (سبحان اللہ)۔

آج ہم کہتے ہیں کہ یہ شرک ہے غیر اللہ کو مت پکارو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے عبادات صرف کرو، جو بھی عبادت آپ کرتے ہو چاہے وہ قبر کا طواف ہو چاہے مجاوری ہو قبر کی تمام شرک میں ہے، کہتے ہیں کہ یہ تمہیں کس نے کہا ہے شرک ہے ہم تو کلمہ پڑھتے ہیں!

دیکھیں جھگڑا ہے کہ نہیں؟! بحث ومباحثہ ہے کہ نہیں؟!

آج اس وقت بحث ومباحثہ کر رہے ہیں ہمارا کیا مطالبہ ہے گزارش کیا ہے:

(۱) کہ ایک اللہ کو پکارو، کہتے ہیں کہ اللہ کو بھی پکاریں گے اِن کو بھی پکاریں گے ہم!

(۲) ہم کہتے ہیں کہ صرف اللہ تعالیٰ سے مانگو، کہتے ہیں اللہ تعالیٰ سے بھی مانگیں گے اِن سے بھی مانگیں گے ہم!

(۳) ہم کہتے ہیں کہ صرف اللہ تعالیٰ کے لیے قربانی کرو نا وہاں پر جا کر کیوں قربانی کرتے ہو؟! کہتے ہیں کہ نہیں! اللہ تعالیٰ کے لیے قربانی بھی کریں گے اِن کے لیے بھی کریں گے؛ کیوں؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے اولیاء ہیں نیک ہیں ہمیں اللہ کے نزدیک کر دیں گے۔

کل مشرکین عرب کیا کہتے تھے اس کے علاوہ کچھ اور کہتے تھے؟!

﴿مَا نَعۡبُدُهُمۡ اِلَّا لِيُقَرِّبُوۡنَاۤ اِلَى اللّٰهِ زُلۡفٰىؕ﴾ (ہم نہیں عبادت کرتے ان کی اِلَّا کہ یہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک کر دیں) (الزمر:3)۔

تو کیا فرق ہے دونوں میں؟!

(۴) کہتے ہیں کہ ہم کلمہ پڑھتے ہیں وہ تو کلمہ نہیں پڑھتے تھے؟ (سبحان اللہ)۔

جھگڑا ہے کہ نہیں؟! ﴿وَكَانَ الۡاِنۡسَانُ اَكۡثَرَ شَىۡءٍ جَدَلًا﴾: اور اپنی آنکھوں سے سے دیکھ رہے ہیں کہ نہیں؟! (سبحان اللہ)۔

تو اصل بات کیا ہے یہ سمجھنا کیوں نہیں چاہتے؟ سنیں ذرا:

﴿وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰى وَيَسْتَغْفِرُوْا رَبَّهُمْ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ قُبُلًا ۝﴾ (الکھف:55)

اصل بات یہ ہے:

﴿وَمَا مَنَعَ النَّاسَ﴾:اور نہیں روکا لوگوں کو۔

کس چیز سے؟

﴿اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا﴾: کہ وہ ایمان لائیں(یعنی کسی چیز نے روکا ہے وہ کیا چیز ہے ذرا غور سے سنیں)۔

﴿اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰى﴾: جبکہ ہدایت اُن کی طرف آچکی ہے اور پہنچ چکی ہے۔

ہدایت کیا ہے؟"قال اللہ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم": پیغام آچکا ہے۔

﴿وَيَسْتَغْفِرُوْا رَبَّهُمْ﴾:اور اپنے ربّ سے مغفرت طلب کریں بخشش طلب کریں کہ اُن کا ربّ اُن کو معاف کردے(اس چیز سے کس چیز نے روکا ہے؟)۔

﴿اِلَّآ﴾: اب دیکھیں کس چیز نے روکا ہے:﴿اَنْ تَاْتِيَهُمْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ﴾: کہ گزرے ہوئے لوگوں کی روش اور سنت جو طریقہ اُن کے ساتھ ہوا ہے کہ وہ اِن کے سامنے آجائے۔

جیسا اُن کے ساتھ ہوا ہلاک ہوئے تھے نا اب یہ اُس ہلاکت کا انتظار کر رہے ہیں کہ ہلاک ہوں گے تو پھر مانیں گے! ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ عبرت حاصل کرتے نا اُن سابقہ اُمتوں سے!

جب ہم یہ قصے پڑھتے ہیں قوم نوح کا قوم ثمود کا قوم عاد کا یہ سارے قصے جب ہم پڑھتے ہیں تو کس لیے یہ قصے موجود ہیں قرآن مجید میں؟تاکہ ہم عبرت حاصل کریں اور اُس گناہ سے بچیں جو وہ گناہ کر چکے ہیں۔

فرعون کا لشکر تھا بڑی طاقت تھی کہاں سے آج نشان عبرت ہے کہ نہیں؟! عبرت ہے!

کس نے اس سے عبرت حاصل کی ہے؟ جس نے عبرت حاصل کی ہے وہ تو بچ گیا ہے اور جو اُس کے راستے کو اختیار کرتے ہوئے خود فرعون بنا بیٹھا ہے وہ کیسے بچے گا صل بات یہ ہے نا!﴿اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ﴾۔

﴿اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ قُبُلًا ۝﴾: یا تو عذاب اُن کے سامنے آجائے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ﴾ (الكهف:56): اور ہم نہیں بھیجتے رسولوں کو اِلّا یہ کہ وہ خوشخبری دینے والے ہیں یاڈرانے والے ہیں خبر دار کرنے والے والے ہیں (تو رسولوں نے یہ حق ادا کیا ہے کہ نہیں؟)۔

اہل ایمان کے لیے خوشخبری جیسا کہ سورۃ کے شروع میں ہم نے بیان کی ہے ابتداء بھی یہیں سے ہوئی تھی نا سورۃ کی، خوشخبری ہے اس قرآن مجید میں اور خبر دار کرنا ہے، تو اللہ تعالیٰ نے تمام رسولوں کو ان دو چیزوں کا حکم دیا ہے پیغام دیا ہے کہ اہل ایمان کو خوشخبریاں دیں اور اہل کفر اور نافرمانوں کو ڈرائیں۔

﴿وَيُجَادِلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالْبَاطِلِ﴾: اور جن لوگوں نے کفر کیا ہے وہ جھگڑا کرتے ہیں باطل سے۔

باطل پر ہیں تو باطل سے جھگڑا کریں گے نا اہل حق تو جھگڑا نہیں کرتے نا وہ تو حق کو قبول کر لیتے ہیں۔

جھگڑا کون کرتا ہے؟ جو حق کی پیروی نہیں کرنا چاہتا جو اپنی مرضی کرنا چاہتا ہے، اپنی خواہش نفس کو آگے کرتے ہوئے اُس کی پیروی کرنا چاہتا ہے اُس کے پیچھے چلنا چاہتا ہے، جو حق سے دور ہوا اور باطل کے گڑھے میں گر گیا ہے تو اُس باطل کی بنیاد پر جھگڑا کرتا رہتا ہے اور رسولوں کے راستے کو چھوڑ دیتا ہے یہ جو بشارتیں رسولوں نے دی ہیں یا جس چیز سے خبر دار کیا ہے اُسے کوئی پرواہ نہیں ہے! تو اہل کفر جو ہیں وہ یہی راستہ اختیار کرتے ہیں۔

کیوں؟

﴿لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ﴾: تاکہ وہ حق سے لوگوں کو دور کر کے پھسلا دیں (دَاحِض کہتے ہیں پھسلنے کو دور ہونے کو)۔

اگر جھگڑا نہ کرتے اہل کفر تو لوگوں کو کیسے گمراہ کرتے؟! تو جھگڑے سے شبہات پھیلا دیتے ہیں اور اُن شبہات سے جو عوام الناس ہیں بیچارے وہ پھسل جاتے ہیں اور حق سے دور ہو جاتے ہیں

﴿وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَمَآ اُنْذِرُوْا هُزُوًا ۝٥٦﴾: اور سچ بات تو یہ ہے کہ اِن لوگوں نے میری آیتوں کو اور جس چیز سے ان کو ڈرایا گیا ہے اُس کا مذاق اُڑاتے رہے۔

اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر علیہم الصلاۃ والسلام پیغام لاتے ہیں:

﴿اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ﴾ (المؤمنون:32): ایک اللہ کی عبادت کرو اللہ تعالیٰ کے سوا تمہارا کوئی معبود برحق نہیں ہے۔

ہنستے تھے مذاق اُڑاتے تھے:

﴿اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۖ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ۝﴾ (ص:5): دیکھو سنو یہ کیا کہہ رہا ہے تمام معبودات کو چھوڑ کر ایک معبود کی بات کر رہا ہے کتنی عجیب باتیں کرتا ہے یہ!

عجیب بات ہے ؟! عجیب تو ہے نا اُن کے لیے عقلیں ماری گئی ہیں نا جن کے دل ہی کام نہ کریں جن کا دماغ ہی کام نہ کرے!

جو تکبر اور گھمنڈ میں اور اپنے بغض و نفرت میں اتنا آگے جا چکا ہے کہ اُس کو حق نظر نہ آئے اور حق کے قریب سے وہ بندہ کبھی نہ گزرا ہو نہ گزرنا چاہتا ہو تو یہی توقع ہے کہ نہیں؟!

اصل بات یہ ہے کہ قبول کرنا چاہیے تھا حق کو اور رسول کے پیغام کو من و عن سے تسلیم کرنا چاہیے تھا، اگر حق قبول نہیں کرنا تھا تو خاموشی اختیار کر لیتے اس سے کم گناہ ہے کہ مذاق اُڑاتے، ایسا ہے نا!

گناہ تو وہ بھی ہے کہ اگر نہیں مانتے تب بھی تو کفر ہے ماننا تو لازمی ہے لیکن ایک تو انکار کیا ہے، پھر بولے بھی ہیں جھگڑا بھی کیا ہے جدال بھی کیا ہے باطل پر، پھر مذاق بھی اڑایا ہے! ترتیب دیکھیں نا کتنی خطرناک اور خوفناک ہے! انجام بھی ایسا ہی ہوگا اس لیے آگے فرمایا:

﴿وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا﴾: اس سے بڑا کون ظالم ہوگا جس کو اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا ذکر کیا گیا اور سمجھایا گیا ﴿فَاَعْرَضَ عَنْهَا﴾: اور اس نے اِن سے منہ موڑ لیا (الکھف:57)۔

﴿وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ﴾: اور وہ بھول گیا کہ اُس کے دونوں ہاتھوں نے آگے کیا بھیجا ہے (وہ کیا اعمال کر کے آیا ہے اصل میں دنیا میں اور جو آگے بھیجا ہے اس کے اعمال میں کیا ہے وہ بھول گیا ہے)۔

اصل بات یہ ہے کہ وہ کیوں بھولا ہے؟ یہ سارا کیوں کر رہا ہے مذاق اُڑانا اور اور باطل سے جدال کرنا اصل بات کیا ہے؟

﴿اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً﴾: ہم نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی پردے ڈال دیئے ہیں۔

﴿اَكِنَّةً﴾: کہتے ہیں پردوں کو، ایک پردہ نہیں ہے کئی پردے لگ گئے ہیں اُن کی ہٹ دھرمی نافرمانی کی وجہ سے کفر کی وجہ سے:

﴿اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً﴾۔

﴿اَنْ يَّفْقَهُوْهُ﴾: کہ وہ سمجھ سکیں (یعنی نہیں سمجھ سکیں گے کیونکہ سمجھنا نہیں چاہتے)۔

﴿وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا﴾: اور کانوں میں بہرا پن ہم نے ڈال دیا ہے (کہ وہ کبھی سن نہیں سکتے)۔

ارے! دنیا میں تو سنتے ہیں نا؟! ہاں دنیا میں سنتے بھی ہیں سمجھتے بھی ہیں لیکن دین کی باتیں رسولوں کے پیغامات اور حق بات جو ہے وہ نہ کبھی سمجھیں گے اور نہ کبھی سنیں گے!

میرے بھائی! یہ پیغام جب وہ دنیا میں سنتے تھے اُس وقت کی بات ہے دنیا میں نہیں سنا اُن لوگوں نے حق بات نہیں سنی منہ موڑ لیا ہے حق سے اس سے بڑھ کر کون ظالم ہے؟!

اور پھر تمام جو اللہ تعالیٰ کے رسول علیہم الصلاۃ والسلام ہیں بہترین طریقے سے کھول کھول کر جو پیغامات ہیں وہ رکھ دیئے سامنے اور بہترین طریقے سے مختلف انداز مختلف طریقوں سے یہ سارے مسائل سامنے رکھ دیئے ہیں پھر بھی انکار کیا اور مذاق اڑاتے رہے اور بحث مباحثہ اور جدال کرتے رہے اور خود بھی گمراہ ہوئے اور لوگوں کو بھی گمراہ کرتے رہے: ﴿اِنَّا جَعَلۡنَا عَلٰى قُلُوۡبِهِمۡ اَكِنَّةً اَنۡ يَّفۡقَهُوۡهُ وَفِىۡۤ اٰذَانِهِمۡ وَقۡرًا﴾۔

﴿وَاِنۡ تَدۡعُهُمۡ اِلَى الۡهُدٰى فَلَنۡ يَّهۡتَدُوۡۤا اِذًا اَبَدًا ۝٥٧﴾: اور اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اگر آپ ان کو ہدایت کی طرف بلائیں بھی تو وہ کبھی بھی ہدایت نہیں پائیں گے کسی صورت میں (جن کے دلوں پر مہر اور پردے ہوں اور کانوں میں بہرا پن ڈال دیا گیا ہو تو وہ کبھی سنیں گے نہیں وہ کہاں ہدایت کا راستہ اختیار کریں گے؟!)۔

یہ سزا کیوں ملی؟ کیونکہ اُن لوگوں نے حق سے منہ موڑا ہے اور مذاق اُڑایا ہے مخالفت کی ہے اللہ تعالیٰ کے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام سے دشمنی کا راستہ اختیار کیا ہے اور طرح طرح کے ظلم اور زیادتی بھی کرتے رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں پر اور ان کے صحابہ پر اس لیے وہ ہیں اس قابل کہ ان کے دلوں پر پردے ڈال دیئے جائیں اور ان کے کانوں کو بہرا کر دیا جائے! (نعوذ باللہ)۔

پھر اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَرَبُّكَ الۡغَفُوۡرُ ذُو الرَّحۡمَةِ﴾: اور حق بات تو یہ ہے کہ تیرا ربّ بخشنے والا ہے غفور ہے بہت ہی زیادہ مغفرت کرنے والا ہے: ﴿ذُو الرَّحۡمَةِ﴾: رحم کرنے والا ہے۔

عجب بات ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کیسے غافل اور دور ہو گئے اور مغفرت سے کیسے دور ہو گئے؟! عجب بات ہے کہ نہیں؟! ﴿وَرَبُّكَ﴾ (اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! تیرا ربّ جو ہے) ﴿الۡغَفُوۡرُ ذُو الرَّحۡمَةِ﴾ (خوب مغفرت کرنے والا ہے اور رحم کرنے والا ہے)۔

﴿لَوۡ يُؤَاخِذُهُمۡ بِمَا كَسَبُوۡا﴾: اگر اُن کا مواخذہ کرتا جو کچھ انہوں نے کمایا ہے یعنی جو نافرمانیاں کی ہیں۔

﴿لَعَجَّلَ لَهُمُ الۡعَذَابَ﴾: تو جلد ہی عذاب میں پکڑ لیتا (لیکن ایسا نہیں ہوا)۔

﴿بَلۡ لَّهُمۡ مَّوۡعِدٌ لَّنۡ يَّجِدُوۡا مِنۡ دُوۡنِهٖ مَوۡئِلًا ۝٥٨﴾: بلکہ اُن کے لیے ایک وقت مقرر ہے وہ ہرگز نہ پائیں گے اُس کے سوا کوئی پناہ گاہ۔

اللہ تعالیٰ فوراً نافرمان کو پکڑتا نہیں ہے کافر کو نہیں پکڑتا اللہ تعالیٰ مشرک کو بھی نہیں پکڑتا فوراً اسے وقت دیتا ہے کیونکہ اس میں کیا پیغام ہے چھپا ہوا؟

﴿وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ﴾: اللہ تعالیٰ اِن کو معاف کرنا چاہتا ہے وسیع رحمت والا ہے، نافرمانی ہو گئی ہے چلو تمہیں اور وقت دیتا ہوں محاسبہ کرو اور توبہ کر لو شرک ہو گیا ہے کفر ہو گیا ہے۔

ابو جہل کو کتنا وقت دیا؟! ابو لہب کو کتنا وقت دیا؟! کتنے سال تک مخالفت کرتے رہے (سبحان اللہ)؛ دیکھیں تیرہ سال مکہ کے اور دو سال مدینہ کے پندرہ سال تھوڑا وقت ہے سنبھلنے کا سمجھنے کا لیکن جب پکڑا تو کیسا پکڑا پھر! (سبحان اللہ)۔

﴿وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ﴾: کوا گر آپ سمجھ لیں تو ہر نافرمان کے لیے یہاں پر خوشخبری ہے کہ ابھی وقت ہے سنبھلنے کا توبہ کرنے کا اپنا محاسبہ کرنے کا، نافرمانی سے توبہ کر لو وہ خوب مغفرت کرنے والا بخشنے والا ہے اور رحم کرنے والا ہے وہ تجھ پر بھی رحم کرنا چاہتا ہے بس توبہ تو کر لے نا (سبحان اللہ)۔

یہ پیغام یہ سورۃ اُس وقت بھی سن رہے تھے اُس وقت کے نافرمان اُس کے بعد میں بھی سنتے آئے ہیں، آج ہم بھی سن رہے ہیں، اچھے بھی سن رہے ہیں بُرے بھی سن رہے ہیں، فرمانبردار بھی سن رہے ہیں نافرمان بھی سن رہے ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ ربّ کی رحمت مغفرت میں کون داخل ہونا چاہتا ہے اور کون انکار کرنا چاہتا ہے اس کا جواب کس کے پاس ہے؟

ہمارے پاس ہے نا کہ جس راستے پر اس وقت ہم ہیں کس راستے پر ہیں؟ مغفرت کا راستہ ہے اللہ کی رحمت حاصل کرنے کا راستہ ہے یا اس کے علاوہ کوئی اور راستہ ہے کون متعین کرے گا؟ ہم خود کریں گے نا!

دیکھیں اپنا حساب ہم نے خود دینا ہے ہر بندہ اپنی قبر میں خود جائے گا اپنی قبر میں ہم نے جانا ہے اور موت یقینی ہے اور ہو کر رہے گی وہ آئے گی سب کو لیکن مرنے کے بعد پھر کوئی توبہ نہیں ہے پھر تو حساب ہی ہے اور جواب دینا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَتِلْكَ الْقُرٰٓى اَهْلَكْنٰهُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا﴾: اور وہ بستیاں (یعنی بستی والے جو ہیں) ہم نے ان سب کو ہلاک کیا جب انہوں نے ظلم کیا۔

نفس پر ظلم کیا دوسروں پر ظلم کیا اور سب سے بڑا ظلم جو ہے شرک کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ، یہ تمام اس لفظ میں شامل ہے ہر قسم کا ظلم: ﴿لَمَّا ظَلَمُوْا﴾۔

﴿وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ مَّوْعِدًا ۝٥٩﴾: اور ان کی ہلاکت کا مقرر وقت ہم نے مقرر کر دیا تھا (ہر بستی والے کو پتہ ہے کہ اُس نے مرنا ہے ہر شخص کو پتہ ہے موت تو یقینی ہے نا!)۔

دیکھیں کافر انکار کرتا ہے موت کا؟ کوئی انکار نہیں کرتا اُن کو یہ پتہ ہے کہ ہم نے مرنا ہے اور جب انسان مر جائے تو اس کی قیامت شروع ہو جاتی ہے، بعض بستیوں کو تو مکمل ایک وقت میں ختم اور تباہ کر دیا گیا اور کچھ لوگ پہلے یا بعد میں مرتے ہیں لیکن یہ اچھی طرح سمجھ لے ہر ظالم کہ اس نے مرنا ہے اور مرنے کے بعد اُس نے حساب دینا ہے اور پھر بچنے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔

بچنا ہے تو آج راستہ ہے بچنے کا، سانسیں جاری ہیں عقل بھی کام کر رہی ہے کان بھی کام کر رہے ہیں دل بھی کام کر رہا ہے اعضاء بھی سلامت ہیں، آج ہم حق سمجھ بھی سکتے ہیں سن بھی سکتے ہیں بول بھی سکتے ہیں کل وقت نہیں ہو گا نہ بولنے کا نہ سننے کا نہ سمجھنے کا کل ہم نے حساب دینا ہے اس لیے بہترین وقت ہے توبہ کرنے کا اور اپنے آپ کو سدھارنے کا۔

اگلے درس میں ان شاء اللہ ایک نئے قصے سے جو اس عظیم سورۃ میں ایک عظیم قصہ ہے اس سے درس کا آغاز کریں گے اور دیکھیں گے کہ قصہ کیا ہے اور اس قصے میں کیا بہترین پیغامات ہیں اس پر بات کریں گے (واللہ أعلم)۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضیٰ بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس 018-04. سورۃ الکھف کی مختصر تفسیر (آیات:47-59) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio